صحافت مشکل سے مشکل تر ہو گئی!

فلسطینی صدر محمود عباس نے بجا طور پر شیریں ابو عاقلہ کو 'شہید آزاد الفاظ' قرار دیا ہے۔ عباس کا ماننا ہے کہ شیریں نے فلسطینی مقصد کے دفاع میں 'اپنی جان کی قربانی دی۔' ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسرائیل 'ان کی موت کے لیے مکمل طور پر ذمہ دار ہے' اور وہ اس معاملے کو عالمی عدالت جرائم میں لے کر جائیں گے جو ممکنہ جنگی جرائم کی تحقیقات کرتی ہے۔ اب یہ بحث کا الگ موضوع ہے کہ ان کے عالمی عدالت جرائم میں معاملے کو لے جانے سے فلسطین میں صحافیوں کے لیے حالات بہتر ہوں گے یا نہیں۔

لسانتھا وکرماتنگے

لوپیز ویلاسکو

ڈاکٹر محمد اجمل

آج کے اس برق رفتار عہد میں صحافت کی اہمیت و افادیت سے کسی بھی صورت میں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ صحافت انسانی اقدار کے تحفظ کی ضامن اور مظلوم و مجبور عوام کے جذبات و احساسات کی ترجمان ہوتی ہے۔ جن ممالک میں جمہوری حکومتیں ہیں وہاں صحافت بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے، کیونکہ کسی بھی جمہوری حکومت میں عوام کی تعمیر و ترقی، فلاح و بہبود اور نظم و ضبط کے نفاذ کے لیے تین ادارے 'مقننہ'، 'انتظامیہ' اور 'عدلیہ' ہوتے ہیں۔ ان تینوں اداروں کی سلامتی کے لیے صحافت کا وجود ضروری ہے۔ اسی لیے صحافت کی قوت دراصل عوام کی قوت ہوتی ہے۔ اتنی اہمیت اور افادیت کے باوجود بسا اوقات صحافت کا سینسر شپ، صحافیوں کو ڈرانا دھمکانا، قید میں ڈال دینا اور آزاد صحافیوں کے لیے اداروں کو بند کر دینا جاری ہے۔ صحافیوں کے قتل کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو 1992 سے لے کر اب تک دنیا بھر میں مجموعی طور پر 1400 سے زیادہ صحافیوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ قتل کے ان واقعات میں بہت زیادہ مشہور واقعہ میکسیکو کے لوپیز ویلاسکو کے قتل کا ہی واقعہ تھا۔ انہیں، ان کی بیوی اور بیٹے کو قتل کرنے کے لیے حملہ آوروں نے 400 سے زیادہ گولیاں چلائی تھیں۔ لوپیز ویلاسکو کے دو زندہ بچ جانے والے بچوں کو جان بچانے کے لیے میکسیکو چھوڑ کر جانا پڑا تھا، ان کا جانا فیصد سے زیادہ واقعات میں مجرم سزاؤں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ میکسیکو میں لوپیز ویلاسکو کے قتل کا واقعہ علامتی سطح پر ہی سہی، نیدرلینڈ کے شہر دی ہیگ کی ایک عدالت کے سامنے رکھا جا رہا ہے۔ یہ مستقل عوامی عدالت نومبر سے دنیا بھر میں آزادی صحافت کی خلاف ورزیوں کی کھلی سماعت شروع کر رہی ہے۔ اس عدالت کے ایجنڈے میں تین سرکردہ صحافیوں کے قتل کے واقعات کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ یہ تین مقتول صحافی میکسیکو کے لوپیز ویلاسکو، سری لنکا کے لسانتھا وکرماتنگے اور شام کے نبیل الشربجی تھے۔ اس عدالت کو کسی کو سزا سنانے کا اختیار نہیں مگر سماعت کے نتیجے میں نہ صرف عوامی بیداری پیدا کی جا سکتی ہے بلکہ مختلف ممالک کی حکومتوں پر دباؤ بھی ڈالا جا سکتا ہے کہ وہ صحافیوں کی حفاظت کے انتظامات کو بہتر بنائیں۔ مستقل عوامی عدالت کا قیام صحافیوں کی تین بڑی بین الاقوامی تنظیموں، رپورٹرس وِداؤٹ بارڈرس، فری پریس اَن لمیٹڈ (ایف پی یو) اور صحافیوں کے تحفظ کی کمیٹی سی پی جے کی کوششوں کے نتیجے میں ممکن ہو سکا ہے۔

استعمال عوام اور خواص اپنے مفاد کے لیے بھی کرتے ہیں اور اس پیشے سے وابستہ افراد کو راستے سے ہٹانے یا قتل کرنے کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔ میکسیکو کے مشہور صحافی لوپیز ویلاسکو جرائم، قانون اور سیکورٹی پر کالم لکھا کرتے تھے۔ ڈرگس کے خلاف لکھنے کی وجہ سے 20 جون، 2011 کو انہیں، بیوی اور بیٹے سمیت قتل کر دیا گیا تھا۔ لوپیز ویلاسکو پہلے اور آخری صحافی نہیں تھے جو صحافت کی وجہ سے قتل کیے گئے۔ بہت سے ملکوں میں صحافت پر صحیح ہی تھا، کیونکہ ایک عشرہ گزر جانے کے بعد بھی قتل کے ملزمین کی تلاش ہی کی جا رہی ہے، جرم کے ارتکاب کے محرکات کا پتہ ہی چلایا جا رہا ہے۔

میکسیکو میں صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم رپورٹرس وِداؤٹ بارڈرس کی نمائندہ بالبینا فلوریس کا کہنا ہے کہ لوپیز ویلاسکو کے قاتلوں نے ایک پورا گھر تباہ کر دیا اور ساتھ ہی ایک بڑی تنقیدی آواز کو بھی ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا۔ ان کے مطابق، صحافیوں کے قتل کے 90

سوال یہ ہے کہ کیا صحافیوں کے قتل کا سلسلہ رک گیا ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہے۔ 2022 میں ابھی تک پوری دنیا سے 33 صحافی جاں بحق ہو چکے ہیں۔ میکسیکو سے لے کر فلسطین تک پریس اور صحافی مہلک اہداف کی زد میں ہیں۔ اس سلسلے میں 'گارڈین' کی رپورٹ کہتی ہے کہ صحافیوں کو نشانہ بنانا اور قتل کرنا میڈیا کی آزادی کی تاریک علامت ہے۔ الجزیرہ کی صحافی شیریں ابو عاقلہ برسوں سے اسرائیل۔فلسطین تنازع کی کوریج کر رہی تھیں مگر 11 مئی، 2022 کو جب وہ مقبوضہ مغربی کنارے میں ایک فوجی آپریشن کی کوریج کر رہی تھیں تو ان کا قتل کر دیا گیا۔ صحافیوں کی حمایت کمیٹی کے ایگزیکٹو ڈائرکٹر رابرٹ مہونی کے مطابق، ہر مخصوص قتل مختلف حالات میں ہوا لیکن 'ان کے درمیان ایک مشترکہ فریم ورک ہے اور یہ کہ 2022 میں مارے جانے والے صحافیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔' صحافیوں کی ہلاکتوں میں اضافے کی ایک وجہ یوکرین کی جنگ ہے۔ 24 فروری کو اس جنگ کے شروع ہونے کے بعد سے اب تک 7 صحافی مارے جا چکے ہیں اور اس جنگ میں ہزاروں شہری ہلاک ہو چکے ہیں۔ صحافیوں کی ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں اضافہ حیران کن ہے۔ میدان صحافت کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ صحافیوں کی اموات میں اضافے میں میڈیا کی آزادی کے نقطۂ نظر سے آمرانہ حکومتوں کا سب سے زیادہ عمل دخل ہے۔ ہانگ کانگ میڈیا کے لیے ایک آزاد ٹھکانہ سمجھا جاتا تھا مگر بیجنگ نے اسے ایک ایسی جگہ میں تبدیل کر دیا ہے جہاں صحافیوں کی کارکردگی کے لیے گنجائش کم ہوئی ہے، کیونکہ نیشنل سیکورٹی ایکٹ کے بہانے آزاد صحافت دبائی جا رہی ہے۔

کمیٹی برائے تحفظ صحافت کی سربراہ جوڈی گینسبرگ کا کہنا ہے کہ احتجاجات کی کوریج کرنا، جیسا کہ چلی میں فرانسسکا سینڈووال کے معاملے میں ہوا، صحافیوں کے لیے خطرناک ہو گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ 'صحافیوں کو نہ صرف فائرنگ کے دوران قتل کیا جاتا ہے بلکہ انہیں قتل کرنے کے لیے نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔' شیریں ابو عاقلہ کے معاملے میں عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ اسرائیلی فوج نے انہیں اس وقت گولی مار کر ہلاک کر دیا جب وہ اپنے پیشہ ورانہ کام میں مشغول تھیں۔ انہیں گولی ماری گئی جبکہ وہ صحافتی یونیفارم میں تھیں۔ شیریں ابو عاقلہ کا قتل اسرائیل کی طرف سے فلسطینی صحافیوں کو نشانہ بنانے کی ایک اور مثال ہے۔

برازیل کے وکیل ویلر ولوئیز فلہو کے والد صحافی تھے۔ 10 سال قبل وہ ایک ریڈیو اسٹیشن میں کام کرتے تھے، ایک دن انہیں وہاں سے نکلتے ہوئے ہلاک کر دیا گیا۔ ویلر ولوئیز کے مطابق، اگر تبدیلی لانی ہے تو اس جرم کے مرتکب افراد کو سزا ملنی چاہیے مگر متذکرہ قتل کے پانچوں ملزمین کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی۔ ان پانچوں ملزمین میں ایک بااثر شخص بھی تھا۔ ویلر ولوئیز کا یہ کہنا بجا ہے کہ انصاف کا مطلب یہ ہے کہ مجرموں کو معلوم ہونا چاہیے کہ انہوں نے جس شخص کا قتل کیا ہے، وہ بیش قیمت تھا لیکن چلی سے لے کر میکسیکو تک ملزمین کو یہ احساس کرانے میں حکومتیں ناکام رہی ہیں۔ شیریں ابو عاقلہ کو انصاف مل جائے گا، یہ کہنا مشکل ہے۔ فلسطینی صدر محمود عباس نے بجا طور پر شیریں ابو عاقلہ کو 'شہید آزاد الفاظ' قرار دیا ہے۔ عباس کا ماننا ہے کہ شیریں نے فلسطینی مقصد کے دفاع میں 'اپنی جان کی قربانی دی۔' ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسرائیل 'ان کی موت کے لیے مکمل طور پر ذمہ دار ہے' اور وہ اس معاملے کو عالمی عدالت جرائم میں لے کر جائیں گے جو ممکنہ جنگی جرائم کی تحقیقات کرتی ہے۔ اب یہ بحث کا الگ موضوع ہے کہ ان کے عالمی عدالت جرائم میں معاملے کو لے جانے سے فلسطین میں صحافیوں کے لیے حالات بہتر ہوں گے یا نہیں۔ ■

(مضمون نگار جے این یو کے اسکول آف لینگویج میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں)

لازم وملزوم: جمہوریت وصحافت!

جمہوریت کے لیے آزاد اور غیر جانب دار صحافت ضروری ہے، غیر جانب دار اور آزاد صحافت کے لیے جمہوریت ضروری ہے۔ یہ بات رپورٹرس وِداؤٹ بارڈرس کی ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس 2022 کی فہرست بھی ثابت کرتی ہے۔ اس انڈیکس میں پہلی پوزیشن ناروے، دوسری ڈنمارک اور تیسری پوزیشن سویڈن نے حاصل کی ہے۔ ان تینوں ملکوں کے نظام کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ جمہوریت نے لوگوں کو آزاد اور غیر جانب دار پریس دیا ہے تو غیر جانب دار اور آزاد پریس نے جمہوری قدروں کی حفاظت میں اہم رول ادا کیا ہے۔ دوسری طرف فہرست میں آخری کے تین ممالک ایران، اریٹریا اور شمالی کوریا ہیں۔ ایران کے بارے میں یہ بحث کی جا سکتی ہے کہ اس کی کچھ بہتر پوزیشن ہونی چاہیے تھی مگر وہاں کتنی جمہوریت ہے، یہ سمجھنے یا سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس 2022 سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ دنیا بھر کے ملکوں میں پریس کی آزادی کے لیے اطمینان بخش کام نہیں ہوا ہے، کیونکہ اگر اطمینان بخش کام ہوتا تو کئی ملکوں میں جمہوری نظام بحال کر دیا جاتا۔ ایسا نہیں ہوا، کیونکہ طاقتور ملکوں کا دوہرا معیار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ طاقتور ملکوں کے لیڈران ایک طرف تو جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ کوشش بھی نہیں کرتے کہ دنیا بھر کے ملکوں میں جمہوری نظام قائم ہو۔ مصر میں جمہوری نظام قائم کرنے کی کوشش کی گئی، مرسی جمہوری طریقے سے چنے گئے مگر فوجی جنرل عبدالفتاح السیسی انہیں ہٹا کر گدی پر بیٹھے تو طاقتور جمہوری ملکوں نے اعتراض نہیں کیا۔ مرسی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے کرتے دنیا سے چلے گئے مگر جمہوریت پسند عالمی لیڈروں نے ان کی مدد نہیں کی۔

بیشتر طاقتور ملکوں کے لیڈران جمہوریت کی باتیں باتوں کی طرح کرتے ہیں، وہ باتوں کے ساتھ عمل پر اتنی توجہ نہیں دیتے کہ غیر جمہوری ملکوں کے لیڈران جمہوری قدروں کی اہمیت کو سمجھیں، وہاں جمہوری نظام بحال یا مستحکم ہو۔ طاقتور ملکوں کے لیڈروں کو بس اس سے مطلب ہوتا ہے کہ ان کے ملک کے دائرۂ اثر میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں طاقتور ملکوں کا دائرۂ اثر بڑھ رہا ہے، عالمی سیاست ایک نئی ہیئت اختیار کر رہی ہے مگر اسی کے ساتھ غیر جانب دارانہ صحافت کا دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے، صحافیوں کی زندگی پر خطرہ پہلے سے زیادہ منڈلانے لگا ہے۔ ان کے قلم کو روکنے اور زبان کو خاموش کرانے کے لیے انہیں حراست میں لینے کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔ رپورٹر وِداؤٹ بارڈرس کی رپورٹ کے مطابق، 2021 میں پوری دنیا سے 488 صحافی حراست میں لیے گئے، ان میں 60 خواتین تھیں، البتہ دیگر سالوں کی بہ نسبت 2021 میں کم صحافیوں کو جانیں گنوانی پڑی ہیں۔ 46 صحافی ہی گزشتہ برس ہلاک ہوئے۔ اس طرح گزشتہ 20 سال میں یہ پہلا موقع تھا جب صحافی اتنے کم ہلاک ہوئے مگر اتنے صحافی بھی کیوں ہلاک ہوئے؟ یہ ایک سوال ہے اور اس کے جواب کی تلاش مشکل نہیں ہے، جواب فلسطینی امریکی صحافی شیریں ابو عاقلہ کی ہلاکت سے بھی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ شیریں کے ساتھ اسرائیلی پولیس کی جارحیت شرمناک اور مایوس کن تو ہے مگر حیرت انگیز نہیں ہے۔ ان کی آخری رسومات میں اسرائیلی پولیس کا 'کارنامہ' مایوس کن ہے اور اس سے زیادہ مایوس کن ہے عالمی لیڈروں کے تاثرات کا اظہار۔ اس سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ آزاد اور غیر جانب دار سیاست کی باتیں جیسے باتیں ہیں ویسے ہی بے خوف صحافت کی باتیں بھی باتیں ہی ہیں۔ شیریں ابو عاقلہ کی ہلاکت سے پہلے جمال خاشقجی کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ کیا انہیں انصاف ملا؟ کیا انہیں انصاف ملنے کی امید ہے؟ ظاہر ہے، ان سوالوں کا جواب نفی میں ہی ہے۔ اس صورت حال کو بدلنا ہوگا، صحافت کو عام لوگوں کی آواز بنانا ہوگا اور عام لوگوں کو بھی یہ سوچ کر صحافیوں کے ساتھ کھڑا ہونا پڑے گا کہ صحافی بھی آدمی ہی ہوتا ہے، وہ بھی کسی کا بیٹا، کسی کا بھائی، شوہر اور باپ ہوتا ہے۔ ایک صحافی کی جان کی بھی قیمت ہوتی ہے، اس کا خون ارزاں نہیں ہونا چاہیے۔ ■

2021 میں پوری دنیا سے 488 صحافی حراست میں لیے گئے، ان میں 60 خواتین تھیں، البتہ دیگر سالوں کی بہ نسبت 2021 میں کم صحافیوں کو جانیں گنوانی پڑیں۔ 46 صحافی گزشتہ برس ہلاک ہوئے۔ گزشتہ 20 سال میں پہلی بار اتنے کم صحافی ہلاک ہوئے مگر اتنے صحافی بھی کیوں ہلاک ہوئے؟

صحافت کیلئے ٹاپ 10 ممالک

صحافت کے لحاظ سے ٹاپ 10 ملکوں میں زیادہ تر ممالک یوروپ کے ہیں۔ پہلے نمبر پر ناروے، دوسرے پر ڈنمارک اور تیسرے پر سویڈن ہے جبکہ شمالی کوریا نے سب سے آخری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس کی 180 ویں پوزیشن ہے۔

آزاد اور غیر جانب دار صحافت کی جب بات کی جاتی ہے اور اسی مناسبت سے ملکوں کی فہرست تیار کی جاتی ہے تو کئی باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ مثلاً: وہاں انسانی حقوق کی پوزیشن ہے، جمہوری قدروں کا کتنا احترام کیا جاتا ہے، صحافیوں کو ایماندارانہ صحافت کرتے وقت کیا دشواریاں پیش آتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں کا خیال رکھتے ہوئے اگر رپورٹرس وِداؤٹ بارڈرس کی ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس 2022 پر ایک نظر ڈالی جائے اور اس میں شامل ممالک کی پوزیشن دیکھی جائے تو وہاں کے حالات سمجھے جا سکتے ہیں لیکن اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ رینکنگ صحیح نہیں ہے تو اسے ان ملکوں کے گزشتہ برس اور اس برس کے حالات پر غور کرنا چاہیے، یہ دیکھنا چاہیے کہ وہاں کیا بڑے واقعات و حادثات ہوئے ہیں اور ان واقعات و حادثات کی اصل وجوہات کیا رہی ہیں، وہاں کی حکومتوں اور عدالتوں کا پریس کی آزادی میں کیا رول رہا ہے۔ یہ سب دیکھنے کے بعد بہت سے ملکوں کی رینکنگ صحیح ہی معلوم ہوگی، البتہ یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ رینکنگ پر اعتراض کی بالکل ہی گنجائش نہیں ہے۔ جو رینکنگ پیش کر دی گئی ہے وہی فائنل ہے۔ مثال کے طور پر شام سے زیادہ خراب رینکنگ ایران کی ہے۔ رپورٹرس وِداؤٹ بارڈرس کی ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس 2022 میں شام 171 ویں نمبر پر ہے تو ایران کا نمبر 178 واں ہے۔ کیا ایران کے حالات اس کے باوجود زیادہ خراب ہیں کہ وہاں ایک جواب دہ حکومت ہے اور شام میں ایسی حکومت نہیں ہے، کیونکہ شام پر فی الوقت کئی گروپوں کا قبضہ ہے، صرف بشارالاسد کا ہی قبضہ نہیں ہے؟

خیر، بحث کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اور بحث و مباحثے کا مقصد اگر حقائق کو سامنے لانا ہے تو یہ کچھ برا بھی نہیں مگر بحث برائے بحث نہیں ہونی چاہیے۔ رپورٹرس وِداؤٹ بارڈرس کی ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس 2022 کے مطابق، صحافت کے لحاظ سے ٹاپ 10 ملکوں میں زیادہ تر ممالک یوروپ کے ہیں۔ پہلے نمبر پر ناروے، دوسرے پر ڈنمارک اور تیسرے پر سویڈن ہے۔ ایسٹونیا چوتھے نمبر پر، فن لینڈ پانچویں نمبر پر اور آئرلینڈ چھٹے نمبر پر ہے۔ پرتگال کا نمبر ساتواں، کوسٹاریکا کا آٹھواں اور لیتھونیا کا نواں نمبر ہے جبکہ لختنشٹائن دسویں نمبر پر ہے۔ رپورٹرس وِداؤٹ بارڈرس کی ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس 2022 کے مطابق، اگر صحافت کے لحاظ سے 180 ملکوں میں ٹاپ 10 بدترین ملکوں کی بات کی جائے تو ان میں شام 171 ویں، عراق 172 ویں، کیوبا 173 ویں مقام پر ہے۔ ویتنام کا 174 واں، چین کا 175 واں، میانمار کا 176 واں مقام ہے۔ ترکمانستان 177 ویں، ایران 178 ویں اور ارٹریا 179 ویں پوزیشن پر ہے جبکہ شمالی کوریا نے سب سے آخری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس کی 180 ویں پوزیشن ہے۔ اس بار کی فہرست میں گزشتہ برس کے مقابلے کئی ملکوں کی پوزیشن بہتر اور کئی ملکوں کی پوزیشن خراب ہوئی ہے۔ ■

صحافت کیلئے چنوتی بھرے علاقے

صحافت کے لیے ہر وہ علاقہ چنوتی بھرا ہے جہاں کے لیڈران خود کو سچا تو ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر سچ برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق وقت کی کلائی کو موڑنا چاہتے ہیں، اپنی طاقت کا احساس عام لوگوں کو دلانا چاہتے ہیں، ایک دن وہ بھی فنا ہو جاتے ہیں مگر جب تک اقتدار میں رہتے ہیں، لوگوں کی زندگی اجیرن بنا کر رکھتے ہیں۔ دنیا میں ایسے بہت سے علاقے ہیں۔ ان علاقوں میں سے کچھ کے بارے میں عالمی برادری جانتی ہے اور کچھ کے بارے میں نہیں جانتی یا کم جانتی ہے۔ ان علاقوں میں چین کا سنکیانگ بھی شامل ہے۔ وہاں کی کوریج کرنا کسی بھی صحافی کے لیے بے حد مشکل رہا ہے، کیونکہ اس علاقے اور یہاں رہنے والے اویغور مسلمانوں پر چینی حکومت کی 'خاص نظر عنایت' ہے۔

سنکیانگ میں کوریج کرنا کسی بھی صحافی کے لیے بے حد مشکل رہا ہے، کیونکہ اس علاقے اور یہاں رہنے والے اویغور مسلمانوں پر چینی حکومت کی 'خاص نظر عنایت' ہے۔ ویسے چین کے زیادہ تر معاملوں میں دنیا وہی جانتی ہے جو 'شنہوا'، 'گلوبل ٹائمز'، 'چائنا ڈیلی' سے معلوم ہوتا ہے۔

ویسے پورے چین کی ہی آزادی سے رپورٹنگ کرنا مشکل ہے، زیادہ تر معاملوں میں دنیا وہی جانتی ہے جو 'شنہوا'، 'گلوبل ٹائمز'، 'چائنا ڈیلی' سے معلوم ہوتا ہے۔ میانمار میں آنگ سان سوکی جمہوریت پسند لیڈر کہلاتی تھیں، انہیں نوبل انعام بھی ملا تھا مگر اقتدار میں آنے کا انہیں موقع ملا تو دنیا کو یہ سمجھنے میں آسانی ہوئی کہ وہ کتنی جمہوریت پسند ہیں۔ ان کے دور میں بھی روہنگیا مسلمان ستائے گئے، ان پر مظالم ڈھائے گئے، ان کے گھر جلائے گئے اور ان سب کی رپورٹنگ آسان نہیں تھی۔ اب تو اور مشکل ہو گئی ہے، کیونکہ میانمار میں فوج نے اقتدار ہتھیانے کے لیے طاقت کا استعمال کرنے سے گریز نہیں کیا ہے۔ شام کی بھی رپورٹ کرنا کسی صحافی کے لیے آسان نہیں۔ وہاں کے لوگ کئی گروپوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کسی پرانے صحافی کے لیے بھی یہ جاننا آسان نہیں ہے کہ اس کا کب کس طرح کے گروپ کے لوگوں سے سابقہ پڑ رہا ہے۔ اس کے باوجود صحافی جان جوکھم میں ڈال کر وہاں سے رپوٹ کر رہے ہیں۔ افغانستان، یمن، صومالیہ، لیبیا، عراق کے علاوہ افریقہ کے کئی ایسے ممالک ہیں جہاں کی رپورٹنگ کرنا کسی بھی صحافی کے لیے چنوتی بھرا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے فوٹو جرنلسٹ دانش صدیقی گزشتہ برس افغانستان میں شہید کر دیے گئے تھے، اس لیے یہ کہنے میں تامل نہیں ہونا چاہیے کہ اصل صحافت تو وہی صحافی کر رہے ہیں جو ان علاقوں میں رپورٹنگ کر رہے ہیں جہاں آدمی کو آدمی نہیں سمجھا جاتا، جہاں کی حکومت یہ نہیں جانتی کہ انسانی حقوق کس چیز کا نام ہے۔ ■

نوٹ: 'دستاویز' میں شائع مضامین، انٹرویوز میں مضمون نگاروں، انٹرویو دینے والوں کی آرا ان کی ذاتی ہیں، ادارہ اس کے لیے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں۔